© rasailojaraid.com

دل کی بات

۱۹۹۴ء کا سورج مخلوقِ خدا کی نافرمانیوں، بد عہدیوں اور ثقافت و سیاست کے نام پر حکمرانوں اور سیاست دانوں، کی خرمستیوں اور سرکشیوں کا کرب اپنے دامن میں لئے غروب ہو گیا۔ ۱۹۹۵ء کے سورج کے طلوع ہونے میں ابھی سات گھنٹے باقی تھے کہ مملکتِ خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ہوٹلوں، کلبوں، سڑکوں، پارکوں اور "کوٹھیوں" میں مسلمان کہلانے والے نوجوان حتی کہ قوم کے رہنماؤں نے عیسائیوں کے نئے سال کا آغاز کر دیا۔ شراب و کباب، رقص و سرود اور فواحش و منکرات کی تمام رسمیں پورے اہتمام کے ساتھ اور بڑی بے شرمی کے ساتھ پوری کی گئیں۔ پٹاخے، ہوائیاں، پھلجھڑیاں، کلاشنکوف کی فائرنگ اور منچلوں کے شور شرابے اور غل غپاڑے نے سارے ملک کا سکون برباد کر دیا۔ جن کی سماعتیں مسجد سے بلند ہونے والی اذان سے متاثر ہوتی ہیں، جن کا سکون قرآن کی آواز سے برباد ہوتا ہے، جن کے نجی مشاغل مولوی کے وعظ سے ڈسٹرب ہوتے ہیں....... انہیں اس شیطانی ماحول میں سکون ملا۔ ان کی تنہائیوں میں شہنائیاں بجنے لگیں، رس گھولنے لگیں اور دلوں کی بے قراری کو قرار آ گیا۔ رات کے تاریک سناٹوں کی پیداوار لوگ خوفِ آخرت اور گرد و پیش سے یکسر بے نیاز ہو کر ان خرافات میں مشغول رہے انکی جمہوریت، روشن خیالی، ترقی پسندی اور انسانی آزادی شیطان سے بغل گیر ہو کر برہنہ ناچتی رہی۔

۱۹۹۵ء کے پہلے سورج کی پہلی کرن پھوٹی تو نام نہاد مسلمانوں کی حالتِ زار کو دیکھ کر بے اختیار پکار اٹھی،

یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

سورج طلوع ہوا تو کچھ بھی تو نہیں بدلا تھا۔ وہی قتل، ڈاکے، چوری، زنا، فحاشی، عریانی، بدمعاشی، جنسی انارکی وحشت و دہشت، بدامنی، بے سکونی، عدم تحفظ کا احساس، موت کا خوف، بے عزتی کا خوف........ آخر رات بھر کس بات پر خوشیاں منائی گئیں.......... عزتوں کی نیلامی پر، بے گناہ انسانوں کے قتل پر..... صد ہزار لعنت ہے خوشیوں کے ان طریقوں پر۔

لیکن گمراہی و ضلالت کے اس متعفن ماحول میں کچھ دیوانے ایسے بھی تھے جنہوں نے ان خرافات کو بے دینی کہا اور ان کے خلاف صداء حق بلند کی۔ مگر پاکستان کے "روشن خیال" حکمرانوں نے ان پر ڈنڈے برسائے، گولیاں چلائیں اور انہیں کافرانہ تہذیب کے خلاف بغاوت کے جرم میں پابندِ سلاسل کر دیا۔ پنجاب یونیورسٹی میں ایک معصوم طالب علم کو پولیس نے گولی مار کر موت کی نیند سلا دیا۔ "ہیپی نیو ائیر نائٹ" کے نام پر ملک بھر میں جو طوفانِ بد تمیزی برپا ہوا، کیا اس کی ذمہ داری حکمرانوں پر عائد نہیں ہوتی؟ اگر ہوتی ہے اور یقیناً ہوتی ہے تو پھر یہ سب کچھ حکمرانوں کا کیا دھرا ہے۔ اور حکمرانوں کو اپنے ان اعمال بد کی سزا ضرور ملے گی۔ وہ جس راہ پر چل رہے ہیں اور قوم کو چلا رہے ہیں اس کی منزل ہمہ جہتی تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہیں۔ اور انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اس تباہی سے وہ خود اور اُن کی اولادیں بھی محفوظ نہیں ہونگی جب اللہ کا عذاب آئیگا تو سب سے پہلے وہی اس کا شکار ہوں گے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جو لوگ ان حالات میں بھی دین اسلام کا دامن تھامے پورے عزم کے ساتھ چل رہے ہیں وہ اپنی منزل "رضاءِ الٰہی" کو ضرور پائیں گے۔ اللھم ارحمنا واغفرلنا واصلح احوالنا و احوال المسلمین۔

دینی مدارس اور مساجد پر قبضہ، حکومت کا آئندہ ہدف

پچھلے دنوں دو خبریں مساجد اور دینی مدارس کے حوالہ سے اخبارات میں نظر سے گذریں۔ اول الذکر میں کہا گیا کہ آئندہ نئی ہاؤسنگ سکیموں میں کوئی مسجد نہیں بنائی جائیگی۔ اس سلسلہ میں ایک سرکلر بھی جاری کیا گیا ہے۔ (بحوالہ خبریں)

دوسری خبر روزنامہ جنگ میں شائع ہوئی جسکا لب لباب یہ تھا کہ دینی مدارس کی رجسٹریشن براہِ راست وزارتِ داخلہ کرے گی۔ اور نئے رجسٹرڈ ہونے والے مدارس کے متعلق مکمل چھان بین ہو گی کہ وہ کہاں سے چندہ لیتے ہیں۔ اس چندے کا مصرف کیا ہے۔ اسی خبر میں ایک الزام بھی عائد کیا گیا ہے کہ دینی مدارس کے طلبا سیاسی سرگرمیوں میں ملوث ہیں اور مذھبی منافرت پھیلا رہے ہیں۔

جہاں تک مساجد کی بات ہے ان کو بالکل ختم کر دینے یا آئندہ ہاؤسنگ کالونیوں میں تعمیر پر پابندی کی صورت سمجھ نہیں آتی۔ ہاں! یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے۔ کہ نواز شریف اور اب بے نظیر دور حکومت میں اسلام کو جس طرح دیس نکالا دیا گیا یہ بھی اسی پروگرام کا حصہ ہے۔ کہ مساجد سے بلند ہونیوالی اذان کے کلمات ان کے لئے سمع خراشی کا سبب بنتے ہیں اور ان جدت پسند اینگلو یورپین عناصر کی مجالسِ شراب و شباب متاثر ہوتی ہیں۔ لہذا مساجد ہی نہ بننے دی جائیں۔ تاکہ ان میں بیٹھ کر ملاان پر تنقید نہ کر سکے۔

رہی بات مدارسِ دینیہ کی اور ان کے طلبا کی تو حکومت کے ارباب بست و کشاد سے سوال ہے کتنے مدارس ہیں جن کے طلبا مذھبی منافرت پھیلانے کے الزام میں پکڑے گئے اور کتنے ہیں جنھوں نے سیاسی سرگرمیوں میں ملوث ہو کر سزا پائی ہے۔ اور کتنے مدارس ہیں جہاں کبھی خون خرابہ ہوا ہو۔ اسلحہ چلایا گیا ہو اور بے گناہ طلبا خونِ ناحق میں نہا گئے ہوں؟

اور حکومت کے زیر انتظام چلنے والے کالجز اور یونیورسٹیز میں سے کون سی ایسی تعلیمی درس گاہ ہے جہاں یہ کام نہ ہو رہے ہوں۔ ملک کی تمام یونیورسٹیاں اور کالجز، تعلیم کے نام پر قائم شدہ قتل گاہیں بن چکی ہیں۔ ان اداروں کی تاریخ خود اس بات پر شاہد ہے۔ معمولی تو تکار ہوئی، کلاشنکوف چلی اور ہنستے کھیلتے ماؤں کے جوان بیٹے خون میں لت پت ہو گئے۔

حکومت ان تعلیمی اداروں میں تو امن قائم نہ کر سکی اور اب

الٹے بانس بریلی کو

بلاشبہ موجودہ حکومت غیر اسلامی ہے۔ اور شرعی لحاظ سے کوئی بھی مسلمان یا دینی ادارہ کسی دینی معاملہ میں

© rasailojaraid.com